Fikr-o-Nasar (Islamabad) 27:1 (1989)

نلکی بچه (ٹیسٹ ٹیوب بے بی)

(شرعی اور عقلی مسائل)

سید محمد حسن الزمان

فکرونظر کے شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۸۸ء میں مولانا عبدالغفار حسن صاحب کا مقاله بعنوان ,,فطری نظام تخلیق اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی قرآن و سنت کی روشنی میں،، شائع کیا گیا تھا ۔ اسی موضوع پر جناب سید حسن الزماں صاحب کا یه مضمون قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے جو قریب قریب اسی نقطۂ نظر کا ایک تسلسل ہے۔ علمی سطح پر مدلل اختلاف کیلئے بھی فکرونظر کے صفحات حاضر ھیں ۔

(مدیر)

۱ ۔ طبی اسباب

۹ اسباب ھیں جن کی بنا پر فطری طریقے سے بچه پیدا نہیں ھو سکتا ۔ چار کا تعلق مرد سے ہے۔ پانچ کا عورت سے ۔ ان ۹ میں سے ۷ اسباب عارضی یا عوارضی ھیں ۔ دو اسباب فطری ھیں ، (ھر دو میں سے کسی کے مادۂ تولید میں تولیدی خصوصیت کا فطری فقدان) ۔

۲ ۔ تعارف : اس سلسلے میں دو مختلف طریقوں میں امتیاز۔

(۱) پچکاری مار طریقه (Artificial Insemination) چند سال پہلے تک انسانوں میں رائج نہیں تھا البته حیوانات میں تھا ۔ جیسے ایک تندرست سانڈ کا ماده نکال کر ایک پچکاری کے ذریعے ایک سو گایوں کا گابھن کرنے کے کام میں لانا ۔ اب یه طریق کار انسانوں میں بھی رائج ھو گیا ہے۔ اس طریقه سے صرف فرانس میں اب تک دس ہزار بچے پیدا ھو چکے ھیں ۔ وھاں کا سرکاری اداره

(C. S. C. S.) ایک پچکاری صرف پانچ عورتوں پر لیکن پرائیویٹ
ادارے سو عورتوں پر استعمال کرتے ھیں ـ رش اتنا ہے کہ بعض
عورتوں کو ایک سال انتظار کرنا پڑتا ہے۔ پچھلے سال صرف نو
سو (۹۰۰) عطیات ملے تھے جو ضرورت کے لئے ناکافی تھے ـ

(۲) نلکی بار طریقہ (In Vitro Fertilisation) یا نلکی میں بار آوری اور
یہی ٹیسٹ ٹیوب بے بی یا نلکی بچہ کا طریقہ کار ہے۔ اس میں
دو تا پانچ افراد ملوث ھوتے ھیں ـ

(الف) مسٹر براؤن اور بیگم براؤن کے تولیدی جر ثوموں کو نکال کر نلکی میں بارآور کرنا اور بارآوری کے بعد بیگم براؤن کے رحم میں منتقل کر دینا ـ

(ب) دوسری صورت میں مسٹر براؤن کی جگہ مسٹر ولیم کو استعمال کیا جاتا ہے لیکن بیگم براؤن کی پوزیشن برقرار رھتی ہے ـ

(ج) تیسری صورت میں مسٹر براؤن برقرار رھتے ھیں لیکن مسز براؤن کی جگہ بیگم ولیم لے لیتی ھیں ـ

(د) چوتھی صورت میں براؤن اور بیگم براؤن کی جگہ ولیم اور بیگم ولیم خام مال فراھم کرتے ھیں لیکن ولادت کا کارخانہ بیگم براؤن ھی ھوتی ہے ـ

(۵) پانچویں صورت میں ولیم اور بیگم ولیم کا خام مال محترمہ بشیراں کو فراھم کیا جاتا ہے جو بچہ پیدا کرنے کے بعد مسٹر اور مسز براؤن کی گودیں ھری کر دیتی ہے ـ

۳ ـ تاریخ

- اس معاملہ میں تجربات کا سن آغاز ، ۱۹۴۰ء ہے ـ
- پانچویں دھائی میں ایک ڈاکٹر مصنوعی طریقے سے جنین کو ۲۹

دن تک زندہ رکھنے میں کامیاب ہوا ۔ لیکن ویٹیکن کے اعتراض کے بعد مزید تجربہ ترک کر دیا ۔

- ۱۹۷۴ء میں ایک ڈاکٹر نے نلکی میں بارآوری میں کامیابی کا دعوےٰ کیا اور بتایا کہ اس نے اس بار آور مادہ کو واپس رحم میں منتقل کر کے استقرار حمل میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔
- ۱۹۷۸ء میں پہلے بچے کی پیدائش ہوئی ۔
- پچھلے ماہ بھارت میں بھی اس طرح کا ایک بچہ پیدا ہو چکا ہے۔

۴ ۔ طریقه عمل

بیضه انثی نکالا جاتا ہے۔ مرد کے تولیدی جرثومے کشید کر کے ان پر کیمیاوی مادہ استعمال ہوتا ہے ۔ ان جرثوموں اور بیضه انثیٰ کو یکجا کیا جاتا ہے حتی که دونوں میں وصل ہو جائے (حمل قرار پا جائے) ۔ تقریباً ۲۴ گھنٹه میں اس وصل خوردہ مادے (حمل) کو عورت کے رحم میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ۲۰ سے ۳۵ فیصد تک حمل رحم میں ساقط ہو جاتے ہیں باقی کامیاب ۔

تخمینه لاگت فی بچه مبلغ ایک لاکھ روپیه بتائی جاتی ہے ۔ اسی طرح دس ہزار بچے ایک ارب روپیه خرچ کر کے حاصل ہو سکتے ہیں ۔ ★

۵ ۔ رد عمل

بہت سے افراد اور بعض ادارے اس طریق کار کو اخلاق اور قانون کے خلاف سمجھتے ہیں ۔ کیتھولک چرچ اور اینگلیکن چرچ مذہبی اور اخلاقی نقطه نظر سے اس کے خلاف ہیں۔

★ دوسرے الفاظ میں اگر دس ہزار بچے حاصل کرنے کے بجائے اس کی رقم ان امراض اور عوارض کا تدارک کرنے پر صرف کر دی جائے جو استقرار میں مانع ہیں تو شاید اس سے زیادہ بچے فطری طور پر حاصل ہو جائیں گے۔

٦ ـ دلائل جواز :

(الف) جہاں تک زن و شوہر کے تولیدی مادہ کو نلکی میں بار آور کر کے ماں کے رحم میں واپس رکھنے کا معاملہ ہے تو اسے بعض علماء جائز کہتے ہیں ـ اب رہ گیا مغربی طریقہ جس میں بار برداری کا کام کچھ پیسے دے کر کسی اور کے رحم سے لیاجاتا ہے تو اس سلسلے میں سوال یہ ہے کہ اگر عورت اپنے ہاتھ پیر کی محنت ، اپنے علم ، اپنے ذہن کی صلاحیت ، اپنی طلاقت لسانی اور ذہنی تخلیقات سے دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتی ہے یا ان کا معاوضہ لے سکتی ہے تو پھر اپنے رحم کا کرایہ کیوں نہیں لے سکتی ـ وہ کسی سے ہمبستری نہیں کرتی جو گناہ ہے کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتی ، اور نہ ہی برا خیال لاتی ہے ـ اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرتی ہے البتہ اپنے شوہر کی اجازت سے (اگر شادی شدہ ہے) رحم میں اسی طرح دوسرے کا جنین اماناتاً رکھ لیتی ہے جس طرح کسی دوسرے کا امانت رکھا ہوا زیور پہن لے یا کرایہ پر دوسرے کے بچے کو دودھ پلائے یا پھر اللہ واسطے رضاعت انجام دے ـ

(ب) علامہ جاد الحق نے اسے زنا قرار دیا ہے ـ حالانکہ فقہاء نے زنا ثابت ہونے کے لئے جسمانی قرب و اتصال کی جو شرائط متعین کی ہیں ان میں سے ایک بھی پوری نہیں ہوتی ـ

(ج) یہ عمل : مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا کی تعریف میں آتا ہے ـ

(د) حضور اکرم کے قول ـ

(١) تخیروا نطفکم وانکحو الاکفاء میں حرف عطف کے ساتھ جس ترتیب سے دو افعال کا مشورہ دیا گیا ہے ـ معلوم ہوتا

ہے کہ ان دونوں افعال کا ایک دوسرے سے متعلق ھونا ضروری نہیں ۔

(ہ) رہا یہ سوال کہ ترمذی کی حدیث :

لا یحل لامری ۔۔۔۔ ان یسقی ماءہ زرع غیرہ اس مسئلہ پر رہنمائی کر سکتی ہے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ جنسی تعلق کے سلسلے میں ایک امر واقعہ کو مجاز کی زبان دی گئی ہے بالکل اسی طرح جیسے لاتباشروھن اور لاتقربوھن کو ۔ نہ کہ تولید کی کسی ایسی شکل کو جو اس زمانے میں متعارف نہیں تھی ۔

(و) اسلام میں دوسرے کے بچے کو گود لینا جائز ہے اور نلکی بچہ کسی کے بچہ کو گود لینے کے بجائے حمل کو گود لینے کا نام ہے ۔

(ذ) اس عمل کی حرمت کے لئے کوئی نص صریح نہیں ہے ۔ چنانچہ فیصلہ کا انحصار قیاس اور اجتہاد پر ھونا چاہیئے اور ساتھ ھی ساتھ ان ہزاروں لاکھوں شادی شدہ جوڑوں کی ضرورت شدیدہ کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کیا جانا چاھیئے جو اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم ھیں اور جو اپنی نسل چھوڑ جانے سے معذور ھیں جس کی بقا و تحفظ مقاصد شریعۃ میں سے ہے ۔

نِسَاءُکُم حَرْثٌ لَّکُمْ کہا گیا ہے ۔ اور پھر فَأْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُم ۔ حرث میں تخم بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور علیحدہ اگائی ھوئی پنیری بھی ۔ نلکی بچہ کی حیثیت پنیری کی سی ہے ۔

۷ ۔ محرّکات

سب سے پہلا قابل غور سوال یہ ہے کہ آیا یہ واقعی ایسا معاملہ ہے جس پر مسلمانوں کو اپنی ذھنی توانائیاں اور اپنے

مادی وسائل صرف کرنا چاهئیں یا یہ ایک ایسے خدا فراموش اخلاق و تہذیب سے عاری معاشرے کا مسئلہ ہے جہاں :

(۱) مرد کے لئے کسی بھی مجبوری کی بنا پر عقد ثانی ممنوع ہے۔

(۲) اولاد سے معذور عورت کو طلاق دینا انتہائی مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔

(۳) خلع لینے والی عورت کو بالعموم شب بسری کے لئے دوست بہت دستیاب ہوتے ہیں شوہر تقریباً نہیں ۔

(۴) اولاد کم سے کم پیدا کرنے (planned Parenthood) کی دُھن میں کسی کے پاس بھی اپنے بچوں کا اتنا اسٹاک نہیں ہوتا کہ وہ اپنے کسی اولاد سے محروم قریبی عزیز کو ایک آدھ بچہ عطا کر دے ۔ جسے پال کر وہ اپنی ولدیت کا فطری شوق پورا کر سکے۔

(۵) خود غرض ، خود سر اور منتشر کنبے کے گھر کی تنہائیوں میں دل بہلانے کے لئے اور ضعیفی میں معمولی سا نفسیاتی اور اخلاقی سہارا بننے کے لئے سوسائٹی کا کوئی فرد دوسرے کا ہاتھ نہیں بٹاتا ۔ چنانچہ مغربی معاشرے میں ہر انسان اولاد کا اسی طرح ضرورتمند ہوتا ہے جس طرح کوئی ڈوبتا ہوا شخص تنکے کا ۔

٦ ۔ بعض جائزوں کے مطابق نشے کی کثرت نے اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت کو شدت سے متأثر کیا ہے۔

۷۔ بدکاری اور آزادانہ جنسی اختلاط کے نتیجے میں بعض امراض اور اسقاط حمل کی کثرت نے توالد و تناسل کی صلاحیت پر برا اثر ڈالا ہے۔

۸ ۔ شروع دور میں مانع حمل طریقوں کا کثرت استعمال اور آخر دور میں اولاد کے حصول کی خواهش ، جب تولید کا فطری عمل مختل هونے لگتا ہے تو سلسلة تولید متاثِر هوتا ہے۔

۹ ۔ بھاری ورزش، مردانہ کھیل کود اور سخت محنت کے پیشے بعض اوقات عورتوں کے عمل تولید میں رکاوٹ بن جاتے هیں ۔

اگر سرسری نظر ڈالی جائے تو معلوم هوگا که مسلم معاشره ابھی تک مندرجه بالا بگاڑ کا شکار نہیں هـوا ہے اور نه وه اس بگاڑ کے ان بھیانک نتائج سے دو چار ہے جس سے مغربی معاشره ۔ چنانچه اولاد سے محرومی کے تدارک کے لئے نلکی بچوں کا طریق کار اختیار کرنے کے بجائے اسلام کے نظام عفت و معاشرت کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ همیں یقین ہے که اگر یه نظام اپنا لیا جائے تو مغربی ممالک میں موجوده لا ولد جوڑوں کا اوسط ۱۲ فیصد سے گر کر بمشکل دو یا تین فیصد ره جائے گا

۸ ۔ فطری عمل اور طریق کار

شریعت نے جنس کے معاملے میں غیر فطری عمل کو حرام قرار دیا ہے۔ چاهے وه آئنکم لَتَاتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْل کے ذیل میں آتا هو یا من وقع علی بهیمة فاقتلوه واقتلوا البهیمة ، یا ارجمو الاعلی والاسفل ، یا ویحرم الاستمناء لقوله والذین ــــ ـ ـ ـ فَمَنْ ابتغی وراءذالک فاولئک هم العادون یا لا یباشر الرجل الرجل ولا تباشرا لامراة الامراة . کے ذیل میں آتا هو۔ اس کے برعکس وه جنسی عمل کے لئے ایک ایسے طریقے کار کی نشان دهی کرتا ہے جو جنسی انتشار ، عوارض ، اور هیجان بپا کرنے کے بجائے جذباتی اور جنسی تسکین ، مودّت ، اور توالد و تناسل کے مقاصد حاصل کر سکے۔

- وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسكُمْ اَزْوَاجاً لِتَسْكُنوا اليها وجعَلَ بَينَكُمْ مَوَدّةً وّ رَحْمَةً .....

هُوَالّذی خَلَقَكُمْ من نفس وَاحِدة وَجَعَل منهَا زوجَهَا لِيَسْكُنَ اليها

- فَلَمّا تَغشّهَا حَمَلتْ حملاً خَفيفاً فَمرّت به .....

چنانچه ضروری ہے که فطری مقاصد کے حصول کے لئے وهی فطری طریق کار اختیار کیا جائے جس کی نشان دهی کلام پاک میں کی گئی ہے۔

- فَلّما تَغَشّها حَمَلَتْ حملاً خَفيفاً فَمَرّتْ به
- ثُمّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجاً وَمَا تحْملُ منْ اُنْثیٰ ....
- وَ نُقرفی الاَرْحَام مَا نَشَاء الی اَجَل مُسَمّی
- اَلَم نَخْلُقُكُمْ منْ مّاءٍمّهيْن فَجعَلْنٰه فیْ قَرَارٍ مّكيْن
- خَلَقَ الزّوجَيْنِ الذّكرَ والاُنْثیٰ منْ نُطْفَةٍ اذاتمنی۔

یه فطری طریق کار ایسا ہے جو ماده تولید کے نلکی میں یکجا کرنے اور پهر رحم میں واپس ڈالنے کے عمل سے انجام نهیں پاسکتا کیونکه اس میں فَلَمّا تَغشّهَا ،مَنِیّ یّمْنی ، اذَاتُمْنی ، نُقِرّفیْ الاَرْحَام اور قَرارٍ مّكيْن (پهلے هی مرحلے میں) کی صورت پیدا نهیں هونے پاتی اور نه هی یه تولیدی عمل زوجین کے ملاپ سے انجام پاتا۔ چنانچه یه دعوےٰ کرنا بیجا نهیں ہے که شریعت میں جس طرح جنس کے غیر فطری عمل کو حرام قرار دیا گیا ہے اسی طرح اس کے مقصد کے حصول کے لئے غیر فطری طریق کار کو بهی پسند نهیں کیا جا سکتا۔

۹ ۔ تصفیه طلب مسائل

(الف) انسانی جسم سے خارج هونے والے بعض مادے (طبعاً) مکروه تنزیهی هیں ۔ (لعاب دهن ، پسینه ، دودھ یا مکروه تحریمی اور نجس (بول ،براز، خون پیپ تولیدی ماده)

پھوڑے میں پیپ پڑ گئی ہے اس کے ساتھ نماز ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر یہ پیپ پھوڑے سے خارج ہو کر جلد پر بہہ نکلی یا اس نے کپڑے کو آلودہ کر دیا تو یہ گندگی کی حالت ہے جس میں طہارت کے بغیر نماز نہیں پڑھی جا سکتی ۔ اسی طرح اگر دانت سے بہنے والا خون یا پس اگر منہ کے باہر آ گیا تو حرام اور نجس ہو گیا لیکن اگر داخلی اتصال کے ذریعے ایک منہ سے دوسرے منہ میں چلا گیا تو معاملہ مختلف ہے۔ قیاس کے لئے یہ سوال بھی کیا جا سکتا ہے کہ آیا جسم سے بہہ جانے والے خون کو اگر کسی طرح جسم میں واپس پہنچا دیا جائے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہو گی ۔ کیا ان مثالوں پر مرد و عورت کے مادہ تولید کو قیاس نہیں کیا جا سکتا ؟ داخلی اتصال کے ذریعہ ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونا ایک علیحدہ عمل اور فطری وظیفہ ہے۔ لیکن اگر اس کے بغیر یہ مادہ بدن سے خارج ہو گیا تو کیا خارج ہوتے ھی اس کا حکم حرام اور نجس کا نہیں ہے ؟ اور پھر یہ کہ حرام اور نجس مادے کی ملکیت کے دعوے کی فقہی حیثیت کیا ہے۔ ؟ اگر اس کی ملکیت کا دعوے درست ہے تو گویا اس کی حیثیت مال کی ہے اور اگر یہ مال ہے تو کیا اس کی خرید و فروخت کی جا سکتی ہے ؟ اور اگر مال مباح ہے تو کیا اسے کوئی اور ضرورتمند استعمال کر سکتا ہے ؟

(ب) دوسرا قابل غور پہلو یہ ہے کہ اگر یہ حرام اور نجس ہے (اور غیر مملوک بھی) تو پھر کیا دو حرام نجس اور غیر مملوک اشیاء کو باھم ملا دینے سے حرمت ، حلت میں بدل جائے گی اور غیرمملوک نجاست کسی خاص فرد یا جوڑے کی

ملکیت طیبه بن جائیگی ۔ یاد رهے که مرد اور عورت کے مادے مل کر اپنی کیفیت کو نهیں بدلتے جس طرح بول و براز مٹی میں ملنے یا پانی میں تحلیل هونے کے بعد بدل جاتے هیں ۔ بلکه دراصل اپنے فطری مزاج کے لحاظ سے ارتقا پذیر هوتے هیں ۔ یه خورد بینی ماده حیات جو نامکمل انسان هوتے هیں ۔ (جرثومه اور بیضه) باهم ملکر علقه ، مضغه وغیره کے مراحل سے گذر کر مکمل انسان بن جاتے هیں ۔ مغربی ممالک میں خون سے کیمیائی عمل کے ذریعه نمکیات کے اجزاء اخذ کئے جاتے هیں جنهیں ذائقه کے لئے بطور نمک استعمال کیا جاتا ہے سؤر کی (اور دوسرے جانوروں کی) آنتوں سے ایک رطوبت اخذ کی جاتی ہے جو بعض ٹھنڈے مشروبات میں هاضمے کے لئے اور پنیر میں ملائی جاتی ہے ۔ ان هر دو صورتوں میں نجس خون اور سؤر کی آنت کی رطوبت اپنی هیئت بدل دیتی ہے ۔ کیا یه اشیاء (نمک ، مشروب اور پنیر) طیب هیں ؟ پھر آدمی اور عورت کے ماده هائے تولید تو بدن سے خارج هوتے هی حرام اور نجس هو جاتے هیں ، باهم ملا دینے سے کس طرح مملوک ، طیب اور حلال قرار پانگے ۔ اور کسی عورت کے لئے ایک خارجی ، حرام اور نجس شے کو اپنے رحم میں داخل کرنے کا کیا جواز هوگا ۔ اور اگر اس نے اس طریق کار کے مطابق بچه پیدا کر دکھایا تو وه کس دلیل کی بنا پر نجیب الطرفین قرار پائے گا ؟

(ج) پھر اس طریق کار کے نتیجے میں جو نسلی ، طبی ، معاشرتی ، قانونی اور اخلاقی مسائل پیدا هونگے ان میں سے بهت سوں کا فی الحال ادراک نهیں کیا جا سکتا اور بهت سوں کا جواب خود بخود اس طریق کار کے خلاف دلیل بن سکتا ہے ۔

(۱) جن مسائل کا فی الحال ادراک نہیں کیا جا سکتا وہ مندرجہ ذیل ہیں ۔

(الف) مرد کے جرثومہ حیات کو ایک کیمیاوی عمل سے گذرنا پڑتا ہے۔ یہ کیمیاوی عمل بچہ پیدا ہونے یا جوان یا بوڑھا ہونے پر کس قسم کا رد عمل پیدا کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر طویل عرصے کے تجربات کے بعد پتہ چلایا گیا کہ ماں کا دودھ اپنی صحت بخشی کے لحاظ سے منفرد ہے ورنہ دنیا کے سارے دودھ بچے کے لئے غیر صحتمند ثابت ہوتے ہیں نیز یہ کہ پختہ عمر کو پہنچنے کے بعد ماں کا دودھ پینے والے بچوں میں دوسرے بچوں کے بمقابلہ کولیسٹرال لیول کی زیادتی سے پیدا ہونے والے امراض کی مدافعت کی قوت زیادہ ہوتی ہے ۔ اس طرح کیمیاوی عمل کے اثرات کا پتہ چلانے کے لئے نلکی بچوں کی ایک پوری نسل گذرنے کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے یہ عمل آگے چل کر بےاثر ثابت ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ دس بیس سال بعد اس کے ناقابل تلافی نقصانات کا اندازہ ہو سکے ۔ ایک زمانہ تھا کہ لبرلزم کے علمبردار ہم جنسیت کے حق میں اخلاقی اور قانونی دلائل دیتے تھے اوراطباء ان کی تائید کرتے تھے ، نصف صدی گذرنے کے بعد یہ ثابت ہوا کہ اس لعنت نے جن امراض کو دعوت دی اس کے وائرس صرف فاعل کے لئے ہی نہیں بلکہ پورے معاشرے کے جانداروں کے لئے مہلک ہوتے ہیں حتیٰ کہ بعض ڈاکٹر ایسے مریض کا پوسٹ مارٹم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں ۔

(ب) اس غیر فطری طریقے سے پیدا ہونے والے بچے کیا نسلی اور طبیعی طور سے فطری بچوں کی طرح نشوونما حاصل کر سکیں

گے یا کسی اور طرح ؟۔ یہ ممکن ہے کہ یہ نئی نسل نارمل ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ انتہائی بزدل ، دون همت،پست ذهنیت اور قنوطی ۔ یا پھر بےغیرت ، وحشی ، درندہ صفت ، طوطا چشم ؛ مغلوب الغضب اور بدکردار۔

(ج) نلکی بچہ کا تجربہ ابھی ابتدائی مرحلے میں ہے۔ چند سال بعد جب اکثر جگھوں پر اس کا عمومی رواج ہو جائے گا تو ایک بدکردار خدا فراموش معاشرے میں ۔

(۱) غیر ذمہ دار ، خود غرض اور زر پرست اطباء، عفت ، عصمت،وظائف زوجیت ، صلاحیت تولید اور جنسی صحت کو کس کس طرح تباہ و برباد کر کے جلب منفعت کا ذریعہ بنائینگے ۔

(۲) جس طرح مانع حمل ادویات کی علانیہ اور وافر فراهمی نے اور اسقاط کے غیر قانونی اداروں نے جنسی آوارگی ، بدکرداری اور فحاشی کو فروغ دیا ہے ان عجیب الطرفین بچوں کی پیدائش کے کیا کیا نئے محرکات سامنے آئینگے ۔ اور فطری اور غیر فطری تولید کے عمل ایک دوسرے میں گڈ مڈ ہو کر معاشرے میں کون سے نئے مسائل پیدا کرینگے ،؟ جن کے لئے اخلاقی اور معاشرتی قدروں ، قانون اور نجابت کے معیار کو کس حد تک پسپا ہونا پڑے گا ۔

(۲) مندرجہ ذیل مسائل وہ هیں جن کا ادراک کیا جا سکتا ہے چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ علمائے کرام ان کے بارے میں پہلے سے فیصلہ کر لیں ۔

(الف) طبی ، حیاتیاتی اور عرفی اصطلاح کے مطابق حمل

اس لمحے قرار پاتا ہے جب نر اور مادہ جرثوموں میں اتصال واقع ہو جائے۔فرض کیجیے کہ یہ اتصال نلکی میں واقع ہو گا ۔ اب جن سوالات کا جواب چاهیئے وہ مندرجہ ذیل ھیں ۔

(۱) نلکی میں اتصال کے بعد یعنی حمل قرار پانے کے بعد عورت کو حاملہ سمجھا جائے گا یا نہیں ۔ اس سوال کی اهمیت اس طرح سمجھی جا سکتی ہے کہ بالفرض نلکی میں استقرار کے بعد شوهر کا انتقال هو جاتا ہے ۔ اگر عورت کو حاملہ سمجھا جائے تو عدت کے مسائل کا حل ، اگر ڈاکٹر اپنی غفلت کی بناء پر اسے ضائع کر دے تو جنایت کے مسائل پر غور و خوض ، اگر عورت خود ضائع کرائے تو اس کی قانونی حیثیت پر غور اور قتل اولاد کا اطلاق یا استثناء کا مسئلہ نیز وضع حمل کی نئی تعریف ۔ اگر ڈاکٹر کسی اور کو فروخت کر دے تو اس مسئلہ کا حل اگر عورت اس کو اپنے رحم میں رکھ لے تو یہ مسئلہ کہ اس حمل نے رحم مادر میں شوهر کے انتقال کے بعد قرار مکین اختیار کیا اس طرح نسب کے مسائل کا حل ۔

(۲) اور اگر عورت کو حاملہ نہ سمجھا جائے تو پھر متوفی شوهر کے مال یا متوفی شوهر اور پسماندہ بیوی کے مشترک مال میں وراثت کے مسائل کا حل ۔ اگر کچھ ورثا اس حمل کو عورت کے رحم میں منتقل کرنے کی اجازت دیں اور کچھ نہ دیں تو اس کا حل شوهر مقروض مرا ہے تو قرض خواهوں کا اس حمل پر دعوٰی بشرطیکہ وہ مال متقوم بن گیا هو ۔ اگر کچھ ورثاء اس کی اصلیت پر شبہ کرنے لگیں تو یہ ایک طرح نسب پر اتہام هوگا اور اس طرح حد قذف کا مسئلہ ۔

(۳) اس مفروضے کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ نلکی میں

استقرار حمل کے بعد عورت کا انتقال ہو جائے ۔ ایسی صورت میں مسائل ایک دوسری نوعیت کے ہونگے اور علمائے کرام ان کا جو حل تجویز کریں گے وہ یا تو فیملی پلاننگ والوں کو ہتھیار فراہم کر دے گا یا پھر مغربی ممالک کی طرح عورتوں کا ایک ایسا طبقہ پیدا کر دے گا جن کا رحم کرایہ پر حاصل کیا جا سکے مغرب میں اسے نائب ماں یا (Surrogate mother) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

(ب) ان دونوں معاملات سے ہٹ کر یہ ذہن میں رکھنا چاہئیے کہ مسلم معاشرے میں اس قسم کے معاملات پر حیا کا پردہ پڑا رہتا ہے۔ اور یہ ضروری نہ ہوگا کہ نلکی بچہ کی کوشش کرنے والا جوڑا اس معاملہ میں کسی اور کو بھی راز دار بنالے ۔ چنانچہ شوہر کے انتقال کے بعد نلکی کے استعمال کی صورت میں نسب کے دعوے کے سلسلے میں ورثائے جائداد کے درمیان جو بہتان طرازیاں شروع ہونگی اُن کا حل کیا ہوگا ۔ اور اگر قانونی حل دریافت بھی کر لیا جائے تو معاشرتی لحاظ سے اس تنازعہ کا کیا نتیجہ نکلے گا ۔ کیا ایسا بچہ اور اس کی اولاد کا نسب مشکوک نہ سمجھا جائے گا ۔ مزید برآں اگر کوئی شوہر اپنا مادہ تولید دے کر مفقود الخبر ہو جائے یا عمر قید کی سزا پا جائے تو کیا کیا مزید پیچیدگیاں پیدا ہونگی۔ اس مسئلہ پر فی الحال سوچا ھی نہیں گیا ۔

(ج) خون کے گروپ یا انجکشن میں سہو و خطا صرف ایک فرد کو متاثر کرتی ہے اگر یہ سہووخطا نلکی بچے کے معاملہ میں واقع ہوئی اور عام لوگوں میں مشہور ہو گئی تو دنیا کے سارے نلکی بچوں کا نسب مشکوک ہو جائے گا جس کا نہ

قانون تدارک کر سکے گا نہ فتویٰ ۔ اور اگر واقعی سہو وخطا نہ بھی ہوئی ہو تو بعض مالی مفادات کی بنا پر بھاری رشوت کا جادو غلط بیانی پر بھی آمادہ کر سکتا ہے۔ نتیجہ اس کا بھی یہی ہوگا ۔

اگر غور کیا جائے تو ایسے بےشمار مسائل ذہن میں ابھرینگے جو حل کے متقاضی ہونگے ۔ اور علماء کو نہ صرف یہ کہ ان پر پہلے سے سوچ بچار کر کے جواب متعین کرنا پڑیگا بلکہ یہ بھی ضروری ہوگا کہ ان سارے فیصلوں پر اجماع واقع ہو اور اس اجماع کے مطابق تمام مسلم ممالک میں قانون سازی کی ضمانت دی جائے لیکن اگر مختلف ممالک کے علماء کی آراء میں اختلاف ہوا تو پھر ایک اور مسئلہ یہ پیدا ہوگا کہ اگر شوہر ایک ملک کا ہو اور بیوی اس ملک کی جہاں علماء کی رائے مختلف ہے تو ایسی صورت میں اختلاف رائے کا کیا حل ہوگا ؟ ۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اگر اجماع بھی ہو جائے لیکن مسلم حکومتیں اپنے قانون میں اس کی رعایت نہ رکھیں تو معاملات کی کیا صورت ہو گی ۔

۱۰ ۔ نتیجہ ۔

مندرجہ بالا مباحث سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ نلکی بچہ چاہے وہ میاں بیوی کے ھی مادہ تولید سے قرار پایا ہو ناقابل قبول ہے۔ پھر اس کا وجود مسلم معاشرے کے لئے لاینحل مسائل کا سبب ہے ۔ اس سے مفسدات کا دروازہ کھلتا ہے۔ اسلام کے معاشرتی نظام میں نہ اس کی ضرورت ہے نہ گنجائش ۔ اس کا ایک حل یہ ہے کہ اسلامی معاشرتی نظام اپنی صحیح روح کے ساتھ اپنایا جائے اور دوسرا یہ کہ اسلام کے عائلی قانون پر عمل کیا جائے ۔ چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نہ صرف یہ کہ

مندرجه بالا دونوں نکات کی طرف حکومت کو توجه دلائے بلکه حکومت کو یه مشوره بھی دیا جائے که پاکستان میں اس قسم کے کسی تجربه کی اجازت نه دی جائے اور قانون سازی اور سماجی اداروں کے تعاون سے اس کی روک تھام کی جائے ۔ نیز عالمی مسلم معاشرے کو اس سے محفوظ رکھنے کے لئے یه تجویز زیر غور لائی جا سکتی ہے که کونسل ، حکومت پاکستان کو اعتماد میں لے کر رابطه عالم اسلامی کے تعاون سے ایک عالمی مذہبی کانفرنس طلب کرے جس میں کیتھولک چرچ، اینگلیکن چرچ اور جو مذہبی فرقه بھی اس کے خلاف ہو اس کو شامل کیا جائے اور اس طرح اس عالمی پلیٹ فارم سے تمام ممالک اور خاص طور سے اقوام متحده کے متعلقه اداروں سے اپیل کی جائے که وه اس قسم کے تجربات کی ہمت شکنی کریں ۔ رحم مادر محترم ہے اسے نه ڈاکٹر کی لیبارٹری بننے دیا جائے اور نه کرائے کی انڈسٹری ۔